8فروری1963

ازعدالت عظمیٰ

سکندر شیخ اور دیگر

بنام

اسٹیٹ آف ویسٹ بنگال

(بی پی سنہا، سی جے، پی بی گجیندر گڈکر، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ اور جے سی شاہ، جسٹسز۔)

فوجداری قانون—جعل سازی—فرض شدہ ناموں کے تحت رجسٹریشن کے لیے دستاویز پیش کرنا—جیوری کے ساتھ مقدمہ چلایا گیا سابقہ جرم—ٹرائل جج ثبوت کا ایک نظریہ لیتے ہوئے اور جیوری دوسرا—اگر فیصلے کو مسترد کرنے کے لیے کافی بنیاد ہو—پرکھ—ایک جرم کے بری ہونے کا باعث بننے والا ثبوت، اگر دوسرے کو سزا سنانے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے—انڈین پینل کوڈ، 1860 (1860 کا ایکٹ 45)۔دفعات 467،109—ضابطہ فوجداری، 1898 (1898 کا ایکٹ 5)، دفعہ 307—انڈین رجسٹریشن ایکٹ، 1908 (1908 کا XVI) دفعہ 82(c)۔

پہلے اپیل کنندہ پر تعزیرات ہند کی دفعہ 467 کے تحت قابل سزا قیمتی سیکیورٹی بنانے کے جرم اور انڈین رجسٹریشن ایکٹ 1908 کی دفعہ 82(سی) کے تحت کسی دوسرے کی جھوٹی شخصیت اور رجسٹریشن کے لیے دستاویز پیش کرنے کے جرم کے لیے مقدمہ چلایا گیا۔ دوسرے اپیل کنندہ پر ان جرائم کے لیے اکسانے کا الزام عائد کیا گیا۔ انڈین پینل کوڈ کے تحت جرم کا مقدمہ جیوری کے ساتھ چلایا گیا اور انڈین رجسٹریشن ایکٹ کے تحت جرم کا مقدمہ جیوری کے بغیر چلایا گیا۔ جیوری نے 4 سے 3 کی اکثریت سے مجرم کا فیصلہ واپس کر دیا۔ ٹرائل جج نے اس بنیاد پر فیصلہ مسترد کر دیا کہ "بالکل کوئی قابل اعتماد ثبوت نہیں ہے" اور دفعہ 307 فوجداری ضابطہ کے تحت کیس ہائی کورٹ کو بھیج دیا۔ ٹرائل جج نے ملزم کو رجسٹریشن ایکٹ کے تحت جرم سے بھی بری کر دیا۔ بری کیے جانے کے حکم کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی گئی۔ ہائی کورٹ اس نتیجے پر پہنچی کہ اپیل گزاروں کے خلاف تعزیرات کے تحت جرم کو ثابت کرنے کے لیے کافی ثبوت موجود ہیں۔

اپیل گزاروں کی جانب سے یہ دعوی کیا گیا کہ ٹرائل کورٹ نے اپیل گزاروں کو انڈین رجسٹریشن ایکٹ کے تحت جرم سے بری کر دیا ہے اور حکم کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی گئی ہے، یہ ہائی کورٹ کے لیے مجاز نہیں ہے کہ وہ رجسٹریشن ایکٹ کی دفعہ 82 کے تحت جرم کو ثابت کرنے کے لیے پیش کیے گئے شواہد پر انحصار کرے تاکہ اپیل گزاروں کو انڈین پینل کوڈ کے تحت جرم کا مجرم قرار دیا جا سکے۔

قرار دیا گیا کہ ثبوت کی ایک آئٹم ایک سے زیادہ جرائم کے الزامات کی تصدیق کر سکتی ہے، اور اس طرح کے ایک جرم کے لیے ملزم کو بری کرنے سے ملزم کی مجرمانہ حیثیت کا اندازہ لگانے میں ثبوت کی اس آئٹم کو کسی دوسرے جرم کے لیے ناقابل قبول نہیں کیا جائے گا جس کی اس طرح تصدیق ہوتی ہے۔

منعقد ہوا، اگر جیوری شواہد کے بارے میں ایک نظریہ اختیار کرتی ہے اور جج کی رائے ہے کہ انہیں دوسرا نظریہ اختیار کرنا چاہیے تھا، تو جیوری کی طرف سے لیا گیا نظریہ اس وقت تک غالب ہونا چاہیے جب تک کہ ثبوت ایسا نہ ہو کہ مردوں کا کوئی معقول گروہ اس نتیجے پر نہ پہنچ سکے جو جیوری کے ذریعے اخذ کیا گیا ہو۔ ایسی صورت میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت حوالہ جائز نہیں ہے۔

راما نگرہ سنگھ بنام کینگ امپیریر، (1946) ایل آر 73 آئی اے 174، ملک خان بنام کینگ امپریر، (1945) ایل آر 72 آئی اے 305۔

مجرمانہ اپیل کا عدالتی حد اختیار 1961: کی مجرمانہ اپیل نمبر 110۔

1960 کے حوالہ نمبر 10 میں کلکتہ ہائی کورٹ کے 25 جنوری 1961 کے فیصلے اور حکم سے اپیل۔

ڈی۔ این۔ مکھرجی، اپیل گزاروں کے لیے۔

جواب دہندہ کے لیے پی کے بوس کے لیے کے بی باگچی، ایس این مکھرجی۔

1963..8 فروری۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

شاہ، جے۔ — پہلے اپیل کنندہ — سکندر شیخ پر ریاست مغربی بنگال میں ایڈیشنل سیشن جج، مرشد آباد کے سامنے ہونے والے مقدمے میں دفعہ 467 آئی پی کوڈ کے تحت قابل سزا قیمتی سیکیورٹی بنانے اور اس طرح کے فرض شدہ کردار میں کسی اور کی جھوٹی شخصیت پیش کرنے اور انڈین رجسٹریشن ایکٹ کی دفعہ 82 (سی) کے تحت قابل سزا رجسٹریشن کے لیے دستاویز پیش کرنے کے جرائم کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ دوسرے اپیل کنندہ حسیب الدین شیخ پر ان جرائم کے لیے اکسانے کا الزام عائد کیا گیا۔ قیمتی سیکیورٹی بنانے اور اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے جرائم کا مقدمہ سیشن جج نے جیوری کے ساتھ بیٹھ کر اور بغیر جیوری کے رجسٹریشن ایکٹ کے تحت جرائم کے لیے کیا تھا۔ جیوری نے اپیل گزاروں کے خلاف قیمتی سیکیورٹی بنانے اور اس کی حوصلہ

افزائی کے جرائم کے لیے 4 سے 3 کی اکثریت سے مجرم کا فیصلہ سنایا، لیکن جج نے فیصلہ قبول نہیں کیا اور ضابطہ فوجداری پروسیجر کی دفعہ 307 کے تحت کلکتہ ہائی کورٹ کا حوالہ دیا، کیونکہ ان کے خیال میں قیمتی سیکیورٹی بنانے کے جرم کے سلسلے میں دونوں اپیل گزاروں کے خلاف بالکل قابل اعتماد ثبوت نہیں تھا اور یہ کہ کیس کو ہائی کورٹ میں بھیجنا انصاف کے مفاد میں تھا۔ سیشن جج نے دونوں اپیل گزاروں کو انڈین رجسٹریشن ایکٹ کے تحت جرائم سے بری کر دیا۔ ہائی کورٹ نے حوالہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور دونوں اپیل گزاروں کو بالترتیب تعزیرات ہند کی دفعہ 109 کے ساتھ پڑھنے والی دفعہ 467 اور دفعہ 467 کے تحت قابل سزا جرائم کا مجرم قرار دیا، اور ہر اپیل گزار کو دو سال کی سخت قید کی سزا سنائی۔ آرٹیکل 134(1)(سی) کے تحت ہائی کورٹ کی طرف سے دی گئی فٹنس سرٹیفکیٹ کے ساتھ اپیل گزاروں نے اس عدالت میں اپیل کی ہے۔

پہلے اپیل کنندہ کے خلاف الزامات یہ تھے۔

(i) یہ کہ 15 جنوری 1958 کو یا اس کے آس پاس، اس نے برہم پور قصبے میں ایک شخص علی حسین کے حق میں کچھ جائیداد کے سلسلے میں ہبہ نامہ جعلی بنایا تھا جس کا مقصد دیبکند و کے ایک شخص کیمو دین کے نام پر اسے انجام دینا تھا اور یہ کہ دستاویز پر عمل درآمد اس ارادے سے کیا گیا تھا کہ مذکورہ کیمو دین کو اس کی جائیداد سے الگ کیا جائے اور دھوکہ دہی کا ارتکاب کیا جائے۔ اور

(ii) کہ اسی دن اس نے کیمو دین شیخ کو جھوٹا روپ دیا تھا اور اس فرض شدہ کردار میں برہم پور ذیلی رجسٹری میں ہبہ نامے کو اندراج کے لیے پیش کیا تھا اور کیمو دین شیخ ہونے کا دعوی کرتے ہوئے اپنے انگوٹھے کے نشانات لگائے تھے۔

دوسرے اپیل کنندہ پر پہلے اپیل کنندہ کی شناخت کیمو دین شیخ کے طور پر کر کے دونوں جرائم کے ارتکاب میں پہلے اپیل کنندہ کو اکسانے کا الزام عائد کیا گیا۔ مقدمے کی سماعت میں استغاثہ نے ایک شخص سورن کمار ڈے سے تفتیش کی جس نے گواہی دی کہ اس نے علی حسین کے حق میں ہبہ نامہ درج کیا تھا جسے پہلے اپیل کنندہ نے کیمو دین شیخ کے طور پر انجام دیا تھا، کہ پہلے اپیل کنندہ نے ہبہ نامہ پر عمل درآمد کی علامت کے طور پر اپنے سامنے موجود دستاویز پر اپنے انگوٹھے کا نشان لگایا تھا کہ پہلے اپیل کنندہ نے خود کو کیمو دین شیخ کے طور پر پیش کیا تھا، اور یہ کہ دستاویز کے عملدرآمد دہندگان کی شناخت دوسرے اپیل کنندہ حسیب الدین شیخ نے اس سے پہلے کیمو دین شیخ کے طور پر کی تھی، جس نے گواہی دی کہ اس نے علی حسین کے حق میں کوئی ہبہ نامہ نہیں عملدرآمد کی تھی اور اس نے کسی بھی دستاویز پر اپنے انگوٹھے کے نشان کو متاثر نہیں کیا تھا۔ حبا نام کی ایک تصدیق شدہ کاپی گواہ کو دکھائی گئی اور اس نے عملدرآمد دینے کی تردید کی اور اس کا اصل سب رجسٹرار کے سامنے پیش کیا۔ ثبوت یہ بھی پیش کیا گیا کہ دونوں اپیل گزاروں کے انگوٹھے کے نقوش تفتیشی افسر نے مجسٹریٹ کی موجودگی میں لیے تھے اور ان نمونے کے انگوٹھے کے نقوش کا موازنہ برہم پور کی ذیلی رجسٹری میں رجسٹر میں انگوٹھے کے نقوش سے ہاتھ لکھنے کے ماہر نے کیا تھا اور یہ کہ پہلے اپیل گزار کے انگوٹھے کے نقوش مذکورہ رجسٹر میں انگوٹھے کے نقوش سے لمبے تھے نہ کہ کیمو دین شیخ کے انگوٹھے کے نقوش سے۔ ہائی کورٹ

کے خیال میں، یہ ثبوت دونوں اپیل گزاروں کے خلاف ثابت کرنے کے لیے کافی تھا قیمتی سیکیورٹی بنانے اوراس کی حوصلہ افزائی کرنے کے جرائم۔

اب یہ اچھی طرح طے ہو گیا ہے کہ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت کسی حوالہ میں اگر ثبوت ایسا ہے کہ وہ ٹرائل کورٹ کے ذریعے شواہد کے بارے میں لیے گئے نقطہ نظر کے مطابق مجرم یا مجرم نہ ہونے کے فیصلے کی مناسب طریقے سے حمایت کرسکتا ہے، اور اگر جیوری شواہد کے بارے میں ایک نظریہ رکھتی ہے اور جج کی رائے ہے کہ انہیں دوسرا نظریہ اختیار کرنا چاہیے تھا، تو جیوری کا نظریہ غالب ہوتا ہے، کیونکہ وہ حقیقت کے جج ہیں۔ ایسے معاملے میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت حوالہ جائز نہیں ہے۔ لیکن اگر ہائی کورٹ یہ مانتی ہے کہ شواہد کے مطابق مردوں کا کوئی معقول گروہ جیوری کے نتیجے پر نہیں پہنچ سکتا تھا، تو حوالہ جائز ہوگا اور جیوری کے فیصلے کو راما نگرہ سنگھ بنام کینگ امپیریر(1) کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کورٹ آف سیشن سوارنا کمارڈے کی گواہی سے متاثر نہیں ہوئی بلکہ شواہد کی اہمیت کا اندازہ لگانا جیوری کا کام تھا۔ جیوری نے بظاہر سورن کمارڈے اور کیمودین شیخ کے شواہد کو قبول کر لیا تھا، اور یہ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ مردوں کی کوئی معقول جماعت اس ثبوت کو قبول نہیں کر سکتی تھی۔

مقدمے کی سماعت میں، تفتیش کے دوران اپیل گزاروں کے نمونے کے انگوٹھے کے تاثرات کے بارے میں شواہد پر استغاثہ کے مقدمے کی حمایت میں بھروسہ کیا گیا۔ اس عدالت نے فیصلہ دیا ہے کہ آئین کے آرٹیکل 20(3) کی خلاف ورزی محض اس کردار کا ثبوت پیش کرنے سے نہیں ہوئی ہے، کسی جرم کے ملزم شخص کے خلاف مقدمہ چلانے کے مقدمے کی حمایت میں: دی اسٹیٹ آف بمبئی بنام کاٹھی کالو اوگڑھ(2)۔ اس معاملے میں عدالت نے کچھ تجاویز پیش کیں جن میں سے درج ذیل مادی ہیں—

"(ii) آرٹیکل 20(3) میں گواہ بننا کے الفاظ میں انگوٹھے کا نشان یا ہتھیلی، پاؤں یا انگلیوں کا نشان دینا یا نمونہ لکھنا یا کسی ملزم شخص کے ذریعے شناخت کے لیے جسم کے کسی حصے کو بے نقاب کرنا شامل نہیں ہے۔

(iii) خود پر الزام تراشی کا مطلب ہے دینے والے کے ذاتی علم کی بنیاد پر معلومات فراہم کرنا اور اس میں عدالت میں دستاویزات پیش کرنے کا محض میکانی عمل شامل نہیں ہے جس میں ملزم کے ذاتی علم کی بنیاد پر کوئی بیان شامل نہ ہو۔

(iv) آرٹیکل 20(3) کی ممانعت کے اندر آنے کے لیے گواہی اس نوعیت کی ہونی چاہیے کہ خود اس میں ملزم کو مجرم ٹھہرانے کا رجحان ہونا چاہیے۔

اس فیصلے کے پیش نظر، اپیل گزاروں کے وکیل نے منصفانہ طور پر تسلیم کیا کہ وہ پہلے اپیل گزار کے انگوٹھے کے نقوش

لینےاور برھم پور میں ذیلی رجسٹری میں انگوٹھے کے نقوش کے ساتھ موازنہ کرنے کے لیے اس کے استعمال سے متعلق ثبوت کی قبولیت کو للکار نہیں کر سکتے، جو رجسٹریشن کے لیے دستاویز پیش کرنے کے وقت کیا گیا تھا۔

تاہم، اس بات پر زور دیا گیا کہ جب ٹرائل جج نے انڈین رجسٹریشن ایکٹ کی دفعہ 82(سی) اور 82(ڈی) کے تحت قابل سزا جرائم کے دو اپیلینٹس کو بری کر دیا- جھوٹی شخصیت کا جرم اور اس طرح کے فرض شدہ کردار میں دستاویز پیش کرنا، اور اس کی حوصلہ افزائی کرنا–اور جب تک کہ بری ہونے کا حکم مناسب طریقے سے پیش کی گئی اپیل میں خارج نہیں کیا گیا تھا، ہائی کورٹ ضابطہ فوجداری کی دفعہ 307 کے تحت ایک حوالہ میں نااہل تھی، ان شواہد پر بھروسہ کرتی تھی جو رجسٹریشن ایکٹ کے تحت جرائم کے سلسلے میں قابل اعتماد نہیں سمجھے جاتے تھے، تاکہ اپیلینٹس کو قیمتی سیکیورٹی بنانے اور اس میں مدد کرنے کے جرائم کا مجرم قرار دیا جا سکے۔ یہ پیش کیا گیا کہ چونکہ دفعہ 467 آئی پی کوڈ اور دفعہ 82(سی) انڈین رجسٹریشن ایکٹ کے تحت جرائم اسی لین دین کا حصہ تھے اور سابقہ جرم کے لیے استغاثہ کا مقدمہ کافی حد تک اسی ثبوت پر مبنی تھا جسے ٹرائل کورٹ نے مؤخر الذکر کے جرم کے اپیل گزاروں کو بری کرتے وقت قبول نہیں کیا تھا، ہائی کورٹ اس ثبوت پر عمل نہیں کر سکتی تھی کہ وہ قیمتی سیکیورٹی بنانے کے جرم کے الزام میں سزا کا حکم ریکارڈ کرے۔ ہم اس دلیل کو قبول کرنے سے قاصر ہیں۔ قیمتی سیکیورٹی کو جعلی بنانا اور رجسٹریشن کے لیے اس قیمتی سیکیورٹی کو پیش کرنا دو الگ الگ جرائم ہیں۔ اس مقدمے کی حمایت میں کہ اپیل گزار قیمتی ضمانت جعلی بنانے کے مجرم تھے، مادی ثبوت یہ ہے کہ کسی قیمتی ضمانت کی نوعیت کے جھوٹے دستاویز کو بے ایمانانہ یا دھوکہ دہی سے بنانے سے متعلق ہے۔ اس ثبوت میں دستاویز کی تحریر کے وقت دی گئی ہدایات، دستاویز کی نوعیت، اس پر عمل درآمد، اور دستاویز کو من گھڑت بنانے میں ملزم کا ارادہ شامل تھا۔ کسی بھی دستاویز کو پیش کرنے کے لیے جھوٹی شخصیت کا جرم کسی اور ہونے کا دعوی کرنے والے شخص کے ذریعے رجسٹریشن اتھارٹی کے سامنے دستاویز پیش کرنے پر مشتمل تھا۔ ثبوت کی ایک آئٹم ایک سے زیادہ جرائم کے الزامات کی تصدیق کر سکتی ہے: لیکن اس طرح کے ایک جرم کے لیے ملزم کو بری کرنے سے ملزم کی مجرمانہ حیثیت کا اندازہ لگانے میں ثبوت کی اس شے کو کسی دوسرے جرم کے لیے ناقابل قبول نہیں بنایا جائے گا جس کی اس طرح تصدیق ہوتی ہے۔ اس طرح کے معاملے میں سوال قبولیت کا نہیں ہے بلکہ اس ثبوت کو اہمیت دینے کا ہے۔ ملک خان بنام کینگ امپیریر(1) میں پریوی کونسل کی عدالتی کمیٹی کا فیصلہ، اپیل گزاروں کے جمع کرانے کو مسترد کرتا ہے۔ ملک خان کے معاملے میں ملزم پر کورٹ آف سیشن کے سامنے قتل اور ڈکیتی کے جرائم کا الزام عائد کیا گیا تھا۔ اسے ٹرائل جج نے ڈکیتی کے جرم سے بری کر دیا اور قتل کے جرم میں سزا سنائی۔ ہائی کورٹ نے سزا کے حکم کے خلاف اپیل میں ان شواہد پر انحصار کیا جو ڈکیتی اور قتل دونوں کے الزامات کے لیے مادی تھے، جو قتل کے جرم میں ملزم کے جرم کی تصدیق کرتے ہیں۔ عدالتی کمیٹی نے فیصلہ دیا کہ ہائی کورٹ قتل کے جرم میں ملزم کے جرم کی تصدیق کے طور پر شواہد کو مناسب طریقے سے قبول کر سکتی ہے، حالانکہ مقدمے کی سماعت میں اس ثبوت کو قبول نہیں کیا گیا تھا: ڈکیتی کے الزام میں عدالت۔ اس دلیل پر غور کرتے ہوئے کہ قتل کے الزام کی حمایت میں شواہد پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا، عدالتی کمیٹی نے مشاہدہ کیا :

"یہ کہا گیا کہ سیشن جج نے اپیل کنندہ کو ڈکیتی کے الزام سے بری کر دیا تھا؛ اس لیے وہ اس جرم کا مجرم نہیں تھا؛ اس بری

ہونے کے خلاف کوئی اپیل نہیں کی گئی تھی اور اس لیے کوئی عدالت اس الزام پر غور کرنے کی حقدار نہیں تھی جس پر ڈکیتی کے الزام کی بنیاد رکھی گئی تھی یہاں تک کہ تصدیق کے طور پر بھی۔" ثبوت" دوسرے معاملے میں۔ان کے حاکم اس دلیل کو قبول نہیں کر سکتے۔فاضل سیشن جج نے درحقیقت الزام کو بے بنیاد نہیں پایا؛ اس نے صرف جرم کو ثابت نہیں پایا۔لیکن یہاں تک کہ اگر اس نے اپیل گزار سے چوری شدہ جائیداد کی بازیابی کی پوری کہانی پر یقین نہیں کیا تھا، تو اس کا نتیجہ ہائی کورٹ کو اس کی قیمت کا اندازہ لگانے سے نہیں روک سکے گا اور اگر وہ اس کی ٹھوس سچائی کو اس بات کا تعین کرنے میں غور کرنے سے قبول کرتے ہیں کہ آیا کوئی اور جرم کیا گیا تھا یا نہیں۔"

لہذا ہائی کورٹ کو دفعہ 467 آئی پی کوڈ کے تحت جرائم کے لیے سزا کا حکم قائم کرنے اور ثبوت پر اپیل گزاروں کو اس کے لیے اکسانے سے نہیں روکا گیا، جس نے ان الزامات کی حمایت میں استغاثہ کی کہانی کی تصدیق صرف اس وجہ سے کی کہ اس ثبوت کو سیشن کورٹ نے ان کے خلاف ہبینامہ کا اندراج حاصل کرنے کے لیے جھوٹی شخصیت کے الزام پر غور کرنے میں قبول نہیں کیا تھا۔

اس لیے اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اسے مسترد کر دیا جاتا ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document